رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مذہب کے مذبح پر ایک قربانی

(۱) کل ایک پیارے دوست کو رستے میں دیکھکر
دل نے کہا کبھی یہ مرا انتخاب تھا!

(۲) تھا جان سے نثار تھا اِک اِک ادا پہ میں۔
ہر قول و فعل اس کا محبت کا باب تھا۔

(۳) اس کا وصال میری تمناؤں کا مآل
اس کا فراق موجبِ صد اضطراب تھا

(۴) ہر وقت میرے سامنے بیٹھا رہے کوئی
اس آرزو میں سینۂ سوزاں کباب تھا

(۵) ہر بات اک نبات تھی ہر رات شب برات
ذوقِ مقال و شوق لقا بے حساب تھا

(۶) گہرے تعلقات تھے۔ اچھے معاملات
اک دوسرے سے کچھ بھی نہ باقی حجاب تھا

(۷) یعنی تکلفات رہے تھے نہ درمیاں
میں گر سوال تھا۔ تو وہ میرا جواب تھا

(۸) دو قالبوں میں روح تھی گویا کہ ایک ہی
یہ اتحاد زینتِ حسنِ شباب تھا!

(۹) مذہب کا اِک معاملہ جب پیش آگیا
میرا خیال خوب تھا۔ اُس کا خراب تہا

(۱۰) ھذا فراق بینی و بینک سُنا کے میں
الگ ہوا۔ کہ یہ کارِ ثواب تھا۔
اَب عِطر بھی ملے تو محبت کی بو نہیں
وُہ دن گئے۔ کہ اُس کا پسینہ گلاب تھا

تازہ خبریں

فیروزپور چھاؤنی سے لودہیاں خاص تک جو لائن حال میں تعمیر ہوئی ہے اس کا افتتاح بشرطِ منظوری گورنمنٹ یکم ماہ رواں سے ہُوا۔

گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ایک گورمکھی رسالہ موسومہ "ظلم ظلم گورے شاہی ظلم" کو خشکی یا تری کی راہ سے ہندوستان میں لانے کی ممانعت کر دی ہے۔

آستانہ میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ولی عہد اس موسم گرما میں شام کی سیاحت کیلئے جانیوالے ہیں۔

مسئلہ الطرہ۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اس قسم کی کمیشن کا قیام منظور کریگی۔ جس میں فریقین کے آدمی ہوں۔ یہ کمیشن فیڈریل سسٹم پر غور کریگی۔

اپریل کے ابتدائی ۱۰ یوم میں ریلوے لائنوں کی مجموعی آمدنی ۲۹۳۳۴۰۰۰ روپے تھی۔

طوفان میں چھپاہٹی ریلوے سٹیشن کی چھت بالکل اڑگئی اور تمام کاغذات ضائع ہو گئے۔ سٹیشن میں پانی بھر گیا۔ اور کام بمشکل چلایا جاسکا۔

جنوبی افریقہ کی تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ شائع ہو گئی کمیشن نے ۲۰ سے زائد معاملات کے متعلق سفارش کی ہے۔ جن میں سے ایک ہے کہ ۳ پونڈ کا ٹیکس موقوف کیا جائے۔ اور فیس شناخت میں تخفیف ہو۔ ان میں سے بعض سفارشوں کیلئے خاص قانون پاس کرنے پڑیں گے۔

یکم مئی کی صبح کو کلکتہ میں ایک اور طوفان آیا جس سے بعض کشتیاں جنپر مسافر سوار تھے۔ دریا میں غرق ہو گئیں۔

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ بہار ہائیکورٹ کی عمارت پر ۱۰ لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ اور ایک چیف جسٹس اور ۶ ججوں کا تقرر ہوگا

گورنمنٹ پنجاب کے دفتر ۹ ماہ رواں کو لاہور میں بند ہو کر ۱۲ ماہ حال کو شملہ میں کھلینگے

سب پوسٹماسٹر صاحب ڈاکخانہ قادیان نے مبلغ پانچ روپیہ ترقی اسلام کیلئے دئے۔

باہتمام منشی غلام رسول منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پراپرائٹر و پبلشر کیلئے شائع ہُوا۔

الاخبار والآراء

مکہ کے حالات

والئے مکہ وہیب بک کی بدانتظامی کے باعث مکہ معظمہ میں دو سخت معرکے ہوئے۔ ایک فوجی بارکوں اور شفاخانہ کے قریب جو شہر کے باہر ہے۔ اور دوسرا عین الوزیرہ کے قریب۔ قریباً ۵ گھنٹے تک یہ معرکہ گرم رہا۔ جس میں ۸ آدمیوں سے زیادہ قتل ہوئے۔

اس کا اثر یہ پڑا۔ کہ جدہ اور مکہ کے مابین راستہ بالکل بند ہوگیا۔ اس کے بعد شریف مکہ کے صاحبزادہ جدہ آئے۔ جنہیں والئے مکہ نے اُنکے باپ کے پاس اُن کی معزولی کی خبر سنانے کو بھیجا تھا۔ والئے مکہ نے آستانہ سے اس کے متعلق تار منگا لیا تھا۔ اور دونوں شہروں میں برقیات اور ٹیلیفون کے ذریعہ جلد جلد گفتگو کی جا رہی تھی۔

اسی اثناء میں قزاقوں اور چوروں کو بھی یہ حال معلوم ہوگیا۔ کہ حکومت عثمانیہ شریف مکہ کو معزول کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے وقت کو غنیمت جانا۔ اور سب سے پہلے یہ کام کیا کہ جدہ اور مکہ کے آنیوالے قافلوں کو اپنی طرف بلایا۔ اور ان کا مال واسباب بار کر کے جو "۵۳" اونٹوں کا بوجھ تھا لے چلے۔ اور بجائے اس کے کہ ان اونٹوں کو وہاں لے جاتے جہاں مالک مال لیجانا چاہتے تھے اپنے مکانوں پر لے آئے۔ تجار نے جاکر امیر مکہ سے فریاد کی تو قزاقوں نے شریف مکہ کے بحال رہنے کے معاوضہ میں مال کی واپسی کا اقرار کیا اور جب وہ بحال کر دیئے گئے تو مال حسب وعدہ واپس کر دیا۔

اسی قسم کا ایک حادثہ اور ہوا۔ قزاقوں کی ایک دوسری جماعت رات کے وقت جدہ کی شہر پناہ توڑ کر اندر گھس گئے۔ اور بعض مویشی کھول لیے۔ اور تین غلاموں کو ساتھ لیکر عسیر کی سرحد کی طرف چلے گئے۔

اگلے روز محلہ بیشہ میں تیسرے پہر کے بعد ڈاکہ پڑا۔ چار لڑکے پکڑ لئے گئے۔ اور بہت سا مال لوٹ لیا گیا۔ جس سے لوگوں پر ہیبت طاری ہوگئی۔ اور انہوں نے گھروں میں گھس کر دروازے بند کر لئے۔ اور ہتھیار بند ہو کر گھر میں آنیوالوں کی مدافعت کرنیکے لئے۔ یہی کیفیت تیسرے روز ہوئی۔ شامی اخبارات لکھتے ہیں کہ وہیب بک معزول کر دیئے گئے۔

(المؤید)

دہلی کا مقدمہ سازش

۳۰۔ اپریل کی کارروائی یہ ہے۔ حسب ذیل ملزمان عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔ لیکن انہوں نے اس عدالت میں بیان دینے سے انکار کیا۔

(۱) امیر چند۔ (۲) اودہ بہاری۔ (۳) چھوٹے لال۔ (۴) منو لال۔ (۵) بسنت کمار بسواس۔ (۶) بلراج۔ (۷) بالمکند۔ (۸) خوشی رام۔ (۹) چرنداس۔ (۱۰) رگھبیر شرما۔ (۱۱) ہنونت سہائے۔ آخر میں مسٹر الستن نے کہا۔ کہ چونکہ سب ملزموں کی یہی خواہش ہے۔ کہ وہ عدالت سشن میں بیانات دیں۔ اس میں بھی انہیں نا امید نہیں کرنا چاہیئے۔

طلبۃ الندوہ کا قصور

ندوہ کے طلباء کی سٹرائک نے اُن کے مطالبات کو نہایت بدنما اور قابل اعتراض بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ارکان ناقابل ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ ناظم کو فوراً بدل دیا جائے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ ان مطالبات کو پیش کرنیکا طلباء کو کہاں تک حق حاصل ہے۔

ہمیرپور یو۔ پی کا جلسہ

نذیر محمد خانصاحب احمدی انسپکٹر لکھتے ہیں۔ چونکہ اور کوئی غیر احمدی واعظ جلسہ میں موجود نہ تھا اس لئے گویا یہ احمدی جلسہ ہی ہوا۔ ضمناً دوران تقریر میں کئی ایسے امور جو جماعت مقدسہ اور دیگر فرقوں میں مابہ الامتیاز تھے۔ تینوں صاحبان نے بالعموم اور مفتی صاحب نے بالخصوص نہایت ہی احسن پیرایہ میں نہائیت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کر دیئے۔ جو لوگوں نے نہایت اطمینان اور خوشی سے نہ صرف سن ہی لئے۔ بلکہ خدا کے فضل سے اُن کے ذہن نشین بھی ہو گئے جزاہم اللہ تعالےٰ۔

حضور کی قبولیت دعا کا یہ نہایت ہی مبارک اثر ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے امید ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاک کلمات اور دعاوی کی تخم ریزی کیوجہ سے عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہاں کے لوگوں میں احمدیت کا پودہ نشو ونما پاکر ثمر لاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک معاہدہ

جو خفیہ طریقہ پر سرویا یونان اور مانٹی نیگرو کے درمیان ہوا ہے منجملہ اور واقعات کے اسمیں ایک دفعہ یہ بھی ہے۔ کہ دس سال کے عرصہ تک اگر کبھی جنگ کی ضرورت ہو۔ تو سرویا چار لاکھ ۵۰ ہزار یونان ۳ لاکھ ۸۰ ہزار اور مانٹی نیگرو ۳۰ ہزار فوج میدان جنگ میں لائے۔

ولائیتی ڈاک کا ٹھیکہ

چونکہ ولایتی ڈاک کا ٹھیکہ سال آئندہ میں ختم ہونیوالا ہے اور ہفتہ میں دو مرتبہ ڈاک آنے کا مسئلہ بھی اخبارات میں چھڑا ہوا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ ہند نے آئندہ ٹھیکہ کے متعلق تین قسم کے ٹنڈر طلب کئے ہیں۔ اول موجودہ آمدورفت کو تیز کر کے ایک آدھ روز کی بچت نکالنے کیلئے۔ دوم ہفتہ میں دوبار بمبئی و لنڈن کے مابین۔ سوم ہفتہ میں دوبار کراچی و لنڈن کے مابین۔

ٹرکی کی بحری طاقت میں اضافہ

قسطنطنیہ ۲۸ اپریل ٹرکی کی بحری قوت میں اضافہ کرنے کی غرض سے جو چندہ ہو رہا ہے۔ اس کی میزان قریباً دو کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ تک پہنچ گئی ہے اور اسکی منتظمہ کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ باب عالی نے میسرز آرمسٹرانگ کو تیسرے ٹرکی ڈریڈ ناٹ کی فرمائش دی ہے۔ اسکے علاوہ ۲ تباہ کن جہازوں اور دو آبدوز کشتیوں کی فرمائش فرانس کو دیگئی ہے۔ باب عالی نے یونان کی ماہ گذشتہ کی فرمائشوں کے لحاظ سے یہ کارروائی ضروری سمجھی ہے۔

الفضل کی پروف ریڈری کی خدمات پیام نے اپنے ذمہ لے لیں

اللہ تعالےٰ جب کسی سلسلہ کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ تو اُس کے مخالفوں کو بھی اسی کی خدمت میں لگا دیتا ہے ہم الفضل کے متعلق بہت احتیاط کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی کچھ سہواً یا لغزش قلم سے یا کاتب یا پروف ریڈر کی مہربانی سے کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اور جو لوگ اخباری کاروبار کرتے ہیں۔ وہ اسے خوب سمجھتے ہیں خود پیام کا گذشتہ فائل اس پر شاہد ہے ہم نے کبھی اس قسم کا اعتراض نہیں کیا۔ کہ بعض آیات قرآنی ایسی غلط درج ہوتی ہیں۔ جو کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے ہم نے الفضل میں حضرت اقدس کا ایک الہام لکھا اس کا مفہوم مطلق نہیں بدلا۔ مگر پیام ان الفاظ میں اس لغزش کا اظہار کرتا ہے

"ایک عجوبہ الہام گھڑ کر حضرت صاحب کیطرف منسوب کر دیا"

حالانکہ یا نبی کی بجائے یا ایہا النبی ہے تو آپکے آپکو کیا فائدہ پہنچا۔ کیا اگر نبی اللہ سے پکارے جاتے تو آپ مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہو جاتے۔ اور اب اس لئے کہ خدا نے یا ایہا النبی سے پکارا۔ (جیسا کہ رسول کریمؐ کو قرآن مجید میں خطاب ہے) آپ انکار کرتے ہیں۔ آپ لوگوں نے تو بہرحال انکار ہی کرنا ہے۔ پھر یا نبی اللہ بھی الہامات میں موجود ہے (یا نبی اللہ کنتُ اعرفک) یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور لا اعرفک مشعر ہے کہ مسیح موعود کی اصل شناخت یہی ہے۔ کہ آپ کو نبی اللہ مانا جائے۔ میں خدا نے نبی کے نام سے پکارا۔ اور پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا۔ کہ آخر زمین والے نبی اللہ پکارینگے۔ اور لا اعرفک سے معذرت کیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم * نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

ف۔ ض

۴ مئی ۱۹۱۴ء

گدی نشینی کا الزام

۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضرت اقدس علیہ السلام پسر موعود کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا"

اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں۔ کہ وہ لڑکا بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ پھر سبز اشتہار میں دوسرا طریق انزال رحمت کا بذریعہ ارسال خلفاء فرماکر یہ بھی لکھا ہے کہ یہ وعدہ بذریعہ بشیر ثانی اور محمود پورا ہوگا۔ یہ لڑکا ایک وقت میں خلیفہ ہوگا۔ اور خلفاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔

پس ایسے مبارک مظہر وجود کو۔ جسے خدا اپنے کلام پاک میں فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء فرماتا ہے۔ گدی نشین اور شرک پھیلانیوالا کہنا جناب الٰہی میں حد درجہ کی گستاخی و بے ادبی ہے اور خدا کے مامور کی پیشگوئی کو جھٹلانا۔

ہمارے بھائی ایک طرف تو حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں۔ کہ نبوت کے سلسلہ میں گدی کیسی۔ اور پھر گدی قائم کرنیوالا اس پسر موعود کو بتاتے ہیں۔ جس کے بارے میں "اے فخر رسل قرب تو معلوم شد۔ دیر آمدۂ زراہ دور آمدہ" کا الہام بھی موجود ہے۔ کیا فخر رسل شرک پھیلایا کرتے ہیں۔ پھر یہی وجود ہے۔ جس کی نسبت مولوی محمد علی صاحب مندرجہ ذیل رائے دے چکے ہیں۔

ریویو صفحہ ۱۱۴ رسالہ مارچ ۱۹۰۶ء

"اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں۔ اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی۔ مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کرتا ہوں۔ جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔

اس کے بعد اپنی جماعت کے نوجوانوں کو خطاب کرکے لکھا ہے جسکو میں ان کے اصل الفاظ میں نقل کرتا ہوں *

اے میرے احمدی بھائیو! اگر ہم نے خدائے تعالیٰ کے ایک فرستادہ کو مانا ہے۔ تو یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اب ہم بالکل سبکدوش ہوگئے ہیں۔ بلکہ ہم نے اپنے سر پر ایک بار گراں اٹھالیا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا کوئی ایسی بات نہیں۔ کہ زبان سے کہدینے پر اس سے خلاصی ہو جائے۔ نہیں بلکہ اس کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر ہمکو دین اسلام کی مدد کرنیکا جوش نہیں تو بخدا ہم نہایت ہی سخت ٹوٹا پانیوالوں میں ہیں۔ وہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ کہ جس میں اسلام کی محبت نہ ہو۔ اور وہ آنکھ جو اسلام کی ترقی دیکھنے کی مشتاق نہیں پھوٹ جائے۔ تو بہتر ہے ٹوٹ جائیں وہ ہاتھ جو اسلام کی مدد سے قاصر ہیں۔ رونیکا مقام ہے اگر ہم اسلام کی ترقی کی کوشش میں کچھ بھی سستی کریں۔ اے غیور خدا تو دیکھتا ہے کہ اسلام پر شرک نے کیسے کیسے حملے کئے ہیں۔ پس ہماری مدد کر۔ کہ ہم تیرے مسیح کیساتھ ساتھ شرک کے توڑنے میں لگے ہوئے ہیں"

میں نے اس مضمون کو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ خصوصاً اس وجہ سے نہیں ٹھہرایا۔ کہ ان دلائل کو کوئی مخالف توڑ نہیں سکتا یہ دلائل پہلے بھی کئی دفعہ پیش ہو چکے ہیں۔ مگر اس دلیل میں سے جو دلیل میں سلسلہ کی صداقت پر گواہ کے طور پر اس وقت کل مخالفین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اس مضمون کا آخری حصہ ہے جسکو میں نے صاحبزادہ کے اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال انکے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے ایک خارق عادت بات ہے۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہو جاتا ہے چنانچہ ابھی میر محمد اسحٰق کے نکاح کی تقریب پر چند اشعار انہوں نے لکھے۔ تو ان میں یہی دعا ہے۔ کہ اے خدا تو ان دونوں اور انکی اولاد کو خادم دین بنا۔ پھر برخوردار عبدالحی کی آمین کی تقریب پر اشعار لکھے تو انمیں بھی دعا بار بار کی ہے۔ کہ اسے قرآن کا سچا خادم بنا۔ ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں یہ جوش اور ان امنگوں کا پیدا ہو جانا معمولی نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے

اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افترا ہے۔ تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہئے تھا۔ کہ گندہ ہوتا۔ نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔ اگر ایک انسان افترا کرتا ہے۔ تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افترا کو چھپا بھی لے۔ مگر اپنے ہی بچوں سے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ چھپا نہیں سکتا۔ وہ اس کی ہر ایک حرکت اور سکون کو دیکھتے ہیں۔ ہر ایک گفتگو کو سنتے ہیں۔ ہر موقعہ پر اس کے خیالات کو ظاہر ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پس اگر افترا کسی نہ کسی وقت اس کے اپنے بچوں اور بیوی پر ظاہر ہو جائے۔ اے بدقسمت لوگو! غور کرو! کہ کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افترا کے زمانہ میں پیدا ہو۔ اور افترا کے زمانہ میں پرورش پائے۔ ایسی ہوا کرتی ہے؟ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں جو ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ کیوں تمہاری سمجھیں الٹی ہوگئی ہیں۔ غور کرو! کہ جس کی تعلیم اور تربیت کا یہ پھل ہے۔ وہ کاذب ہو سکتا ہے؟ اگر وہ کاذب ہے۔ تو پھر دنیا میں صادق کا کیا نشان ہے"

جس نوجوان کی تحریر اس کی عمر کے سترھویں سال میں سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیجاتی ہے تعجب ہے۔ کہ اب اسے سلسلہ عالیہ کا برہم کن بتایا جاتا ہے سوچو! اور غور کرو!!! *

توضیح متعلقہ درس قرآن صفحہ ۱

۸ اپریل کے الفضل میں دیکھ پیام نے ۱۹ اپریل کا الفضل لکھا ہے) درس قرآن صفحہ اول کالم اول کے اخیر میں یہ عبارت درج ہے۔ "حضرت مسیح موعود باوجود انا جعلناک المسیح ابن مریم (پیام نے ان جعلناک لکھا ہے۔) الہام کے یہ لکھتے رہے"۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اسوقت یہ فرمایا تھا۔ کہ آپ پہلے مسیح کا آسمان سے نازل ہونا لکھتے رہے حالانکہ بعض الہام بھی ایسے موجود تھے۔ اس آخری فقرہ کو زیر نظر رکھتے ہوئے درس قلمبند کرنیوالے نے جعلناک المسیح ابن مریم لکھدیا۔ یہ اسکی اپنی لغزش تھی۔ حقیقۃ الوحی میں آپ فرماتے ہیں *

اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور یہ بھی مجھے فرمایا۔ کہ تیرے آنیکی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔ اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے۔ اسلئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

اسلام کا محافظ خدا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جلشانہٗ سے تین دعائیں کیں۔ کہ میری امت تمام کی تمام گمراہ نہ ہو جاوے۔ اور نہ ساری کی ساری تباہ ہو جائے۔ اور نہ آپس میں لڑائی بھڑائی کریں۔ پہلی دو دعائیں اللہ نے قبول فرمالیں۔ اور تیسری کو قبول نہ ہوئی۔ اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ امت محمدیہ صلے اللہ علیہا وسلم بنحوائے لا تجتمع امتی علے الضلالۃ کبھی بھی ضلالت پر جمع نہیں ہو گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس امت مرحومہ میں ایک نہ ایک ایسا گروہ پیدا کرتا رہیگا۔ جس کے افراد دنیا میں صحیح اسلام کو پیش کرتے رہیں گے۔ جب تک خدا چاہیگا۔ انکا دور دورہ دنیا میں رہیگا۔ اور وہ اپنی عمر کے اندر دین اسلام کو ترقی دیکر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ یہ ایک ایسا محکم معیار ہے۔ کہ اسلام اللہ کی طرف سے ہے اور یہی اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے اور کوئی مذہب خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاء تک نہیں پہنچ سکتا اسلام کے بجز اب کوئی ایسا مذہب نہیں ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں قبولیت اور باریابی کا شرف حاصل کر سکے۔ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ جو کوئی دین اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے۔ تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جاویگا۔ اور آخر کار وہ نقصان اور سخت خسارہ اٹھانیوالوں میں سے ہوگا۔

دیگر مذاہب پر اگر وسعت کے ساتھ نظر ثانی کیجاوے۔ تو صاف عیاں ہو جاویگا۔ کہ دیگر مذاہب میں روحانیت بالکل نہیں ہے۔ حق باطل کے ساتھ مخلوط ہو گیا ہے۔ اس لئے اسکا اثر نیوٹرل (زائل) ہو گیا ہے اور اُن میں کوئی روحانی آدمی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اس سے ان اکاذیب اور امانی اور اھواء کو دور کرے جو کہ اسمیں دخل پا گئی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہے۔ قل من یکلؤکم بالیل من الرحمن۔ ایکون ہے جو کہ اس میں کوئی خلل یا فساد ڈال سکے۔ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنا کوئی نہ کوئی پیارا اسلام کا درد دل میں رکھنے والا اور اس کی بہتری اور بہبودی کیلئے ہر وقت کوشاں رہنے والا موجود رکھتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو بالکل امان اٹھ جائے۔ اور خدا کی پیاری ہستی جو وراء الوراء ہے لوگوں کی انظار اور ابصار سے بالکل پوشیدہ ہو جائے۔ دنیا میں ضرور اس کا ایک نہ ایک ایسا بندہ بھی رہتا ہے۔ جو اس کے ہونے کے دلائل اور بینات لوگوں کے سامنے بڑے زور سے پیش کرتا رہتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رسول کریم ص تمام جہان کیلئے ایک عظیم الشان رہبر اور رہنما تھے۔ اور آپ کی تربیت یافتہ قوم تین صدی تک بڑے زور شور سے اپنا کام کرتی رہی۔ اس کے بعد بہت کچھ کذب کا افشاء ہو گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی حفاظت نے اسلام کے بیڑے کو غرق ہونے سے بچالیا۔ قرآن کریم کی حفاظت میں ایسی احتیاط مدنظر رکھی گئی۔ کہ اُس کے شوشے شوشے کو گنا گیا۔ اور اس کی حرکات اور علامات تک حد بست کے اندر لائی گئیں۔ اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور کلمات طیبات کتب احادیث میں محفوظ ہو گئیں۔ خاتم النبیین کے درر اولاٰلی دنیا کی ظلمات میں شہاب ثاقب کا کام کرتے ہیں اور سعادتمند روحیں اس سے بہت مستفید ہوتی رہتی ہیں اس کے بعد حضور سرور عالم کے سوانح بھی دنیا میں محفوظ موجود ہیں اور یہ بات کسی گذشتہ نبی کو حاصل نہیں ہے۔ اور اب کسی امت کے پاس انکے بانی کے حالات صحیح نہیں ہیں۔ اور نہ انکے کلمات طیبات انکے پاس محفوظ ہیں بلکہ صرف قصص پر ان کے معتقدات مبنی ہیں اور کتب سماویہ میں بہت دستبرد ہو چکی ہے اور پھر طرفہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انمیں پارسا ملہم انسان پیدا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے غلط اور صحیح میں فرق اور تمیز کر سکیں انمیں کوئی فاروق نہیں پیدا ہوتا۔ مگر اسلام میں اللہ کے فضل سے کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں آیا جس میں اسکی طرف سے مؤیدین اللہ انسان اسکے دین کی حمایت میں کھڑا نہ ہو۔ اور اسکو ایک سرگرم جماعت عنایت نہ کیجائے۔ اور وہ ملکر دنیا میں اسلام کا بول بالا کرے۔ یہ تمام باتیں مجموعی طور سے بتا رہی ہیں۔ کہ اسلام انشاء اللہ تعالیٰ عالم کے اکناف و اطراف میں ہمیشہ پھولتا پھلتا رہیگا۔ اور اسپر اگر عارضی طور پر خزاں بھی آئیگی تو اسے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بہار سے بدل دیگا۔ اور رسول کریم ص کے پاک مذہب کی حفاظت کریگا۔ اگرچہ مسیح موعود ع سے پہلے ہزار برس فیج اعوج تھا۔ اور انمیں ہدایت کا سورج اپنی پوری درخشانی سے نہیں چمکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف پاتے والے اس زمانہ میں بھی تھے۔ اور وہ نجوم کا حکم رکھتے تھے۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ زمانہ کثرت کے لحاظ سے ایک رات کا حکم رکھتا تھا۔ اگرچہ رات میں سورج غروب ہوتا ہے پر ستارے اور چاند اسمیں بھی اپنی روشنی سے لوگوں کو بہرہ ور کرتے رہتے ہیں۔ اور لوگ اُن ربانی علماء سے ضرور مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ ہاں تیرھویں صدی اپنی ظلمت کے لحاظ سے اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی جسکو دیگر الفاظ میں رسول کریم ص نے اس سے تعبیر کیا۔ کہ اس زمانہ میں ایمان ثریا پر چلا جاویگا اور ایک فارسی الاصل انسان اسکو دوبارہ آسمان سے واپس لائیگا۔

بیشک یہ اسلام کیلئے ایک بڑی خوشخبری تھی۔ کہ پھر منہاج نبوت کے طریق پر دوبارہ اسلام پر بہار آئیگی۔ اور اسکو سورۃ جمعہ میں اس طریق سے بیان فرمایا گیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دو گروہوں کے معلم اور مربی ہونگے۔ جیساکہ انہوں نے صحابہ کی تربیت کی اور انکے ذریعہ سے اسلام اسوقت کی متمدن دنیا کے اقصیٰ کناروں تک پہنچ گیا۔ ویسے ہی وہ آخرین کی تربیت کرینگے۔ اور پھر انکے ذریعہ سے اسلام تمام ادیان عالم پر غالب اور بالا ہو جائیگا۔

ہم کیسے خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آخرین کا زمانہ پایا اور رسول کریم ص کی تربیت سے وافی حصہ لیا۔ احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کو دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کے ساتھ مستحکم اور مضبوط کیا گیا۔ اور اسلام پر حملہ آور مذاہب کو ایسا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ کہ احمد کی آیات باہرہ اور بینات قاہرہ کے ساتھ مسلح انسان کا مقابلہ کسی مذہب کا پیرو نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کی تاب لا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدی مسلم کے سامنے کوئی باطل مذہب ٹھہر نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے تربیت یافتہ ہیں اور غیر احمدی مسلم اس سے محروم اور بے نصیب ہیں۔ احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام زندہ اسلام ہے۔ اور غیر احمدیوں کا اسلام مردہ اسلام ہے کیا مردہ اور زندہ برابر ہو سکتے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب غیر احمدیوں سے استمداد نہیں کر سکتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انکا اسلام مردہ اسلام ہے۔ اس کو وہ پیش کیا کریں گے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول ع کا بھی یہی مطلب تھا کہ ہمارا اسلام اور ہے اور غیر احمدیوں کا اسلام اور ہے۔ وہ مردوں نے رسمی طور پر اسلام کو مانا ہے۔ اور ہم نے ایک خدا کے نبی کے ذریعہ اسلام کو یقین کامل کے ساتھ مانا ہے شتان ما بین اسلامنا وبین اسلامہم۔ انکے اسلام میں اور ہمارے اسلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہم میں ایک ایسا انسان اسوقت بھی موجود ہے جسکو خدا نے خود بہت سے علوم آپ سمجھائے ہیں۔ اور جسکو وہ بشارات سے وقتاً فوقتاً بہرہ ور کرتا ہے۔ اب کیا روئے زمین پر کوئی اور مذہب ہے جو دعویٰ کر سکے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکے کسی فرد کیساتھ یہ معاملہ رکھتا ہے۔

اب میں یہاں ایک حدیث نقل کر دیتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیشہ ایک گروہ امت محمدیہ میں سے ایسا پیدا کرتا رہیگا۔ کہ جو حق پر ہونگے اور وہ تمام فرق ہائے ضالہ پر غالب رہیں گے۔ اور وہ وہ گروہ ہوگا۔ جو کہ دین سے خوب واقفیت رکھنے ہونگے۔ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم ویعطی اللہ ولن یزال امر ھذہ الامۃ مستقیماً حتی تقوم الساعۃ او یاتی امر اللہ (بخاری) میں نے نبی ص کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جسکیلئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے۔ اور میں تقسیم کرنیوالا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور اس امت کا امر ہمیشہ ٹھیک رہیگا۔ یہانتک کہ قیامت قائم ہو جائیگی۔ لا یزال طائفۃ من امتی ظاہرین حتی یاتیہم امر اللہ وھم ظاہرون۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہیگے۔ یہانتک کہ انکے پاس اللہ کا امر آجاوے اور

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

سورہ التغابن بقیہ رکوع دوم

شَکُوْرٌ۔ یُضٰعِفْهُ کے مقابلہ میں ہے ؛

حَلِیْمٌ۔ یَغْفِرْ لَکُمْ کے مقابلہ میں کہ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دیگا۔ کیونکہ وہ بڑا دانا ہے۔ اور ظلم نہیں کرتا ؛

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ یہ ساری سورۃ کا خلاصہ ہے کہ (۱) اللہ غیب کی باتوں کو جانتا ہے (۲) جو ظاہر چیزیں ہیں انکو بھی (۳) تمہارے گناہوں کا اُسے خوب علم ہے۔ اور وہ انکی سزا تم کو دیسکتا ہے۔ بعض دفعہ دنیاوی حاکموں کو باوجود علم ہونے کے کسی کو سزا دینے کی جرأت نہیں ہوتی لیکن خدا غالب ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے اور جزا بھی (۴) وہ حکیم ہے اس کے کام بڑی بڑی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ اندھا دھند نہیں ہوتے۔ اس سے نہ کوئی ناجائز فائدہ اُٹھا سکتا ہے نہ بھڑکا سکتا ہے تم اپنے کاموں اور اعمالوں میں درستی کروگے۔ تب ہی اس کی سزاؤں سے بچ سکو گے ؛

سورہ الطلاق۔ رکوع اوّل

۲۳۔ اپریل ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاق کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ صدیوں سے اس کے متعلق بحث چلی آتی ہے صدیاں کیا بلکہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ اسی وقت سے یہ بات معرض بحث میں آرہی ہے کیونکہ نسل انسان کا بقاء تو شادی پر ہے۔ اور جب شادی ہوگی تو میاں بیوی میں بعض اوقات رنجشیں اور جھگڑے بھی ہوں گے پھر بعض جھگڑے ایسے ہونگے جن کے متعلق صلح وصفائی ہونی ممکن نہیں ہوگی۔ اس لئے جدائی ہوگی اس جدائی کے لئے مختلف قوموں نے مختلف طریقے قرار دئے ہیں بعض تو کہتے ہیں کہ جس طرح شادی ہوجاتی ہے کہ مرد نے عورت کو کہدیا کہ میںنے قبول کیا اور عورت نے بھی کہا کہ میں نے قبول کیا تو شادی ہوگئی۔ اسی طرح جب ان میں نااتفاقی ہوگئی تو علیحدہ ہونے کے لئے مرد کا یہ کہنا کہ میں تجھے نہیں رکھتا۔ اور عورت کا یہ کہدینا کہ میں رہنا نہیں چاہتی۔ کافی ہے لیکن یہ لغو باتیں ہیں کہ اگر عورت کو کوئی مرد پسند آگیا یا مرد کو عورت پسند آگئی تو بس شادی ہوگئی۔ اور پھر چند دنوں کے بعد جب ان کا دل بھر گیا تو عورت یا مرد نے کہدیا کہ اب ہم اکٹھا نہیں رہنا چاہتے اور علیحدہ ہوگئے تو یہ ان کا طلاق ہوگیا وحشی قوموں میں یہی رواج تھا اور اب بھی ہے لیکن جو قومیں مہذب ہیں اونھوں نے شادی اور طلاق دونوں کے لئے شرائط باندھے ہیں ان قوموں کی شرطوں میں بھی بہت بڑا اختلاف ہے۔ سکھوں میں رواج ہے کہ بھائی کی بیوہ پر کپڑا ڈالدیا تو بس نکاح ہوگیا۔ خواہ بیچاری روتی پیٹتی اور شور مچاتی ہی کیوں نہ رہے ؛

یہود اور مسیحی اسلام کی قریبی قومیں ہیں لیکن ان میں بڑا اختلاف ہے۔ یہود کہتے ہیں کہ اگر عورت ناپسند ہو اور ذرا ناچاقی ہو تو طلاق دیدو۔ کوئی شرائط وغیرہ طلاق دینے کے متعلق ان میں نہیں ہیں۔ عیسائی تو بہت گر گئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب تک عورت زنا نہ کرے۔ طلاق نہیں دیجاسکتی اور نہ ہی طلاق ہوسکتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میاں بیوی کا جو تعلق جڑ گیا اس کو کوئی چیز توڑ نہیں سکتی اگر توڑے تو موت ہی توڑ سکتی ہے عیسائیوں نے اسی وجہ سے اسلام پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں کہ اسلام میں طلاق دینے کی اجازت ہے لیکن اب وہ بھی مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ اول تو ان میں ایک سے زائد شادی کرنے کی اجازت ہی نہیں اور دوسرا جب ایک دفعہ شادی ہوگئی تو کوئی ایسی ممکن صورت نہیں کہ جس سے علیحدہ ہوسکیں خواہ ان میں سخت رنجش اور نااتفاقی پیدا ہوجائے اور وہ ایک دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو رہے ہوں اسلئے عیسائیوں نے ان تکالیف سے مجبور ہوکر طلاق کے ملئے کچھ قواعد بنائے ہیں کیونکہ انکی یہ مصائب کچھ ایسی کم وزنی نہ تھیں کہ ان کو نہ بناتے پڑتے۔ مثلاً بیوی دیوانی ہے۔ اور وہ اس سکینت اور اطمینان کے علاوہ جو مرد کو عورت سے ملتا ہے۔ گھر کے معاملات اور کام کاج کو بھی درست نہیں رکھ سکتی۔ تو کیا اس عورت سے کسی مرد کا گذارہ ہوسکتا ہے دوسرے بیوی اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہے یا اس کی کوئی اور بات سخت ناپسند ہے جس کی وجہ سے دونوں میں محبت اور پیار کا ہونا ناممکن ہے تو کیا انکی زندگی آرام سے گذر سکتی ہے ہرگز نہیں ایسے مرد و عورت میں کبھی اتفاق نہیں ہوسکتا اور نہ وہ علیحدہ ہوسکتے ہیں اسلئے عورت الگ زنا کرتی پھرتی ہے اور مرد الگ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زنا کثرت سے پھیلتا ہے۔ عیسائیوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر طلاق کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ جس میں ان کو بہت مشکلات پیش آرہی ہیں اسلام نے جو احکام بیان کئے ہیں وہ بڑے محتاط ہیں ان میں کوئی نقص نہیں ہے۔ اگر طلاق کو عام کیا جاتا کہ جب جی چاہا مل گئے اور پھر علیحدہ ہو گئے تو زنا کچھ چیز ہی نہیں رہ جاتا کیونکہ زنا بھی تو یہی ہوتا ہے کہ ایک وقت کے لئے مل گئے اور پھر جدا ہوگئے۔ فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ لوگ جس کو زنا کہتے ہیں وہ ایک دو گھنٹے کا تعلق ہوتا ہے اور دوسرا تعلق چند دنوں یا مہینوں کا۔ پھر اگر طلاق ذرا ذرا سی بات پر دینے کی اجازت ہوتی تو گذارہ ہونا ہی مشکل ہوجاتا۔ اسلام نے طلاق کو جائز بھی رکھا ہے اور ناجائز بھی۔ جائز اس طرح کہ اگر میاں بیوی کی آپس میں لڑائی ہوجائے یا کوئی اور وجہ نااتفاقی کی پیدا ہوجائے تو دونوں طرف سے آدمی مقرر کئے جائیں جو کہ ان کی آپس میں صلح وصفائی کرادیں۔ لیکن اگر کبھی صلح نہ ہوسکے اور ان میں اتفاق کا ہونا ناممکن ہو تو طلاق دے دیا جاوے لیکن پھر یہ احتیاط رکھی ہے کہ ان دنوں میں عورت کو طلاق نہ دینی چاہیئے جبکہ وہ حیض میں ہو کیونکہ حیض کے دنوں میں مرد کا عورت سے خاص تعلق نہیں ہوتا۔ اسلئے اس کا غصہ فرو نہیں ہوسکتا حیض کے بعد ممکن ہے کہ ان میں صلح ہوجائے اور ان میں محبت اور پیار پیدا ہوجاوے اور اگر پھر بھی نہ ہو تو یہ نہیں کہ عورت کو طہر کی حالت میں فوراً طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کیا جاوے اور اس کو گھر سے نکالدیا جاوے بلکہ تین ماہ کی میعاد رکھی ہے تاکہ شاید اس عرصہ میں انکی کدورتیں دور ہوجائیں اور وہ صلح پر آمادہ ہوجائیں یہ طلاق دینے کے شرائط ہیں تاکہ انسان آزاد نہ ہو۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا طلاق دینے والے سے بڑا

ناراض ہوتا ہے بہ شرائط ہوتے ہوئے مومن اور متقی تو چپ کر کے گذارہ کرتا ہی رہے گا۔ لیکن اجازت بھی رکھی ہے کہ اگر بغیر طلاق دئے گذارہ نہ ہو تو ان شرائط کے ماتحت دیدو یہ ایسی بات ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی ؎

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ اے نبی (لوگوں کو کہدے کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دو۔ تو ان کی عدت کے وقت دو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عدت حیض کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ عدت سے پہلے طلاق دو یعنی طہر کے زمانہ میں جبکہ عورت حیض سے فارغ ہو چکی ہو۔ طلاق کے لئے یہ عدت ہے کہ ایسے طہر میں ہو جس میں جماع نہ کیا ہو اور اس طہر سے پہلے حیض میں طلاق نہ دی ہو ؎

وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ اور عدت کو خوب یاد رکھو یعنی ان دنوں کی گنتی رکھو۔ اور اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو ؎

لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ اس کے دو معنے ہیں (۱) کہ نہ نکلیں گھروں سے اور اگر وہ نکلیں گی تو ان کا نکلنا گناہ ہو گا (۲) ان کو گھروں سے نہ نکالو مگر ایسی صورت میں کہ انھوں نے گناہ کیا ہو کھلا۔ یعنی زنا۔ حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاحشہ مبینۃ کے معنے لڑائی اور فساد کے بھی فرمائے ہیں ؎

وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ یہ جو اوپر شرائط بیان کی گئی ہیں یہ اللہ کی حدیں ہیں جو ان سے آگے نکلتا ہے یعنی انکو توڑتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کی بہتری کے لئے یہ حدیں مقرر کی ہیں جو ان کو توڑتا ہے اس کو خود ہی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے ؎

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ۝ اگر کوئی کہے کہ یہ شرائط کیوں لگائی گئی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تم نہیں جانتے کہ ہماری اس میں ایک غرض ہے اور وہ یہ کہ اس طرح شاید تم میں صلح کی صورت پیدا ہو جائے ؎

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ جب ان کی مدت ختم ہو جائے تو چاہئے تم ان کو روک لو یا جدا کر دو۔ اور دو گواہ رکھ لو۔ عورت کو جدا کرو تب بھی۔ اور اگر نیت ہو کہ رجوع کر لیتے ہیں تب بھی دو گواہ رکھ لو جو کہ قائم رکھیں شہادت کو اللہ کے لئے تاکہ بعد میں اگر کوئی جھگڑا پڑے تو آسانی سے فیصلہ ہو سکے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے رجوع ہی مراد ہے یعنی اگر عورت کو رکھنا ہو تو دو گواہ رکھ لینے چاہئیں لیکن چونکہ دونوں کے ساتھ آیا ہے اسلئے مناسب یہ ہے کہ عورت کو جدا کرتے وقت یا رکھتے ہوئے دونوں حالتوں میں دو گواہ رکھنے چاہیئیں ؎

ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ان باتوں سے نصیحت کیا جاتا ہے وہ شخص جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے ؎

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ کا تقوےٰ اختیار کرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے کوئی عمدہ راہ تکلیفوں سے بچنے کے لئے نکال دیتا ہے

کیا بار بار تقویٰ کی تعلیم دی ہے۔ بیاہ۔ شادی اور طلاق کے معاملہ میں تقوےٰ پر بہت زور دیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں جو آیتیں مقرر فرمائی ہیں ان میں بھی تقوےٰ پر ہی زور دیا ہے (۱) واتقوا اللہ الذی تسٰالون بہ والارحام (۲) یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیداً (۳) یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و لتنظر نفس ما قدمت لغد۔ اس سورہ میں بھی پانچ دفعہ تقوےٰ کا ذکر آیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام بہت اہم ہیں لیکن جو کوئی اللہ کا تقوےٰ اختیار کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ آسانی کے راستے نکال دیتا ہے پہلے تقوےٰ کا حکم دیا تھا کہ واتقوا اللہ ربکم اور اب وعدہ فرماتا ہے کہ اگر تم تقوےٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہتری کی سبیل ہو جائے گی ؎

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ اور اللہ ایسی جگہ سے رزق دیگا۔ جہاں وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا ؎ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کیلئے کافی ہے اسکو کسی اور کی مدد

إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ کیونکہ اللہ جو کام چاہتا ہے کر سکتا ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ ہر ایک چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے اندازے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ اس کے ہر ایک کام کے لئے اندازہ ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے لئے اندازے مقرر کئے ہیں تو انسان کو ان اندازوں کو دیکھ کر اپنا کوئی کام حد سے بڑھا ہوا نہیں کرنا چاہیئے نہ اس کا غیظ و غضب حد سے بڑھ جائے کہ آپس میں صلح ہی نہ کرے اور نہ اس کی نرمی اس قدر ہو کہ بے حیائی تک پہنچ جائے۔ حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ میری لڑکی کے لئے کوئی رشتہ تلاش کرو۔ چند دنوں کے بعد جب وہ ملا تو اس نے پوچھا کہ آپ نے تلاش کیا ہے تو اس نے کہا۔ ہاں اس نے لڑکے کی تعریف پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ بڑا ہی بھلا مانس ہے اس نے دو تین دفعہ پوچھا۔ لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ بہت ہی غریب مزاج ہے تو اس نے کہا کہ میں ایسے لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کرونگا جس میں صرف غریب مزاجی کی ہی صفت ہو کیونکہ ایسے آدمی سے تو یہ بھی اُمید نہیں کہ اپنی بیوی کی عصمت کی بھی نگہداشت کر سکے۔ بعض لوگوں کی طبیعت ایک ہی طرف ڈھل جاتی ہے۔ اگر وہ نرمی اختیار کریں تو ہر ایک بات میں نرمی ہی استعمال کرتے ہیں اور اگر سختی کریں تو ہر ایک بات میں سختی ہی ان کا طریق ہوتا ہے خدا فرماتا ہے کہ تم نہ کسی سے اتنا بغض بڑھاؤ کہ خدا کو چھوڑ دو اور نہ کسی سے اتنی محبت کرو کہ وہ خدا کو تم سے چھڑا دے بلکہ ہر ایک بات میں اندازہ رکھو دیکھو ہمارے کام اندازوں پر ہیں۔ ہم حکم نہیں دیتے کہ فوراً طلاق دے دو یا بالکل نہ دو ؎

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ اور وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو گئی ہوں (۱) بوڑھی ہوں (۲) جن کو حیض نہ آتا ہو یعنے سن بلوغت تک نہ پہنچی ہوں (۳) وہ جو کہ بیمار ہوں یعنے استحاضہ والی۔ ان کیلئے تین ماہ کی عدت ہے اور حمل والیوں کی عدت ان کے ایام حمل ہی ہیں جب بچہ جن چکیں تو عدت ختم ہو گئی۔ اس پر لوگوں نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں کہ اگر تین ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے۔ تو کیا عدت ختم ہو جائے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ کم سے کم تین ماہ ہو گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ ہوا تھا کہ ایک عورت کو تین ماہ سے پہلے ہی وضع حمل ہو گیا تھا اور اسے آپ نے دوسری شادی کی اجازت دیدی تھی اس لئے اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہوا ہے ؎

بڑا کیا اور چھوٹا کیا

ہر ایک اپنی اپنی قبر میں جائے گا

وجاہت ہمیشہ دین کے راستہ میں رکاوٹ ہوتی چلی آئی ہے بیشک وجیہ انسان کی پیروی انسان کو ہلاکت سے بچا لیتی ہے مگر بشرطیکہ پہلے اس کی وجاہت ثابت ہو وجاہت تو وہی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے ملے وجاہت اس کا نام نہیں کہ انسان اپنی قوم میں کوئی عزت و رتبہ رکھتا ہو بلکہ وجاہت اس کا نام ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور مکرم اور معزز ہو۔ ایک شخص جس کے بدن پر چیتھڑے ہوں اور پیروں سے ننگا ہو۔ بڑا اور وجیہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور غفلت کا پردہ اس کے دل سے اُٹھ چکا ہو۔ متواضع اور منکسر المزاج ہو لیکن ایک شخص جو علم میں شہرت رکھتا ہو اعلیٰ درجہ کے لباس میں ملبوس ہو عزت و رتبہ رکھتا ہو لیکن اس کے دل میں تکبر ہو اور اپنے آپ کو بڑا معزز خیال کرتا ہو اور دوسروں کو حقارت سے دیکھتا ہو کہ انکی رائے ہمارے مقابلہ میں کیا ہے اور صداقت کا منکر ہو تو وہ چھوٹا ہے بڑا نہیں ہے۔

مگر دنیا میں ایک طبقہ امراء کا ہوتا ہے جو اپنی دولت یا حکومت کی وجہ سے دوسرے بنی نوع انسان پر حکومت کرنے کا خوگر ہوتا ہے اور بڑے آدمی کی یہ تعریف کرتا ہے کہ وہ قوم میں روپیہ یا حکومت کی وجہ سے معزز ہو اس طبقہ کے لوگوں کی دولت یا حکومت کی وجہ سے حاجتمند لوگ ان کے پاس آکر اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور ان کے دماغ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور عوام الناس اس خیال سے کہ لوگ جو ان کے پاس جاتے ہیں اور ان سے مشورہ طلب کرتے ہیں تو شاید یہ واقعہ میں کوئی خاص قسم کی مخلوق ہے ان سے ڈرتے اور انکی عزت کرتے ہیں رفتہ رفتہ وہ قوم میں ایک خاص پوزیشن حاصل کر لیتے ہیں اور ان کا نام اہل الرائے ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا اس کے لئے تو سب مخلوق یکساں ہے ایک عرصہ کے بعد وہ کوئی کامل تغیر پیدا فرماتا ہے اور وہ لوگ جو چھوٹے تھے اس تغیر سے فایدہ اُٹھا لیتے ہیں اور ان اہل الرائے سے آگے بڑھ کر اس الٰہی تغیر کو لبیک کہتے ہیں وہ وقت ان اہل الرائے کے لئے سخت مشکل کا وقت ہوتا ہے اگر وہ بھی اس تغیر کو قبول کر لیں تو اس میں وہ اپنی ہتک سمجھتے ہیں کہ ہم تو اہل الرائے تھے ان عوام سے ملکر ہمارا کام کیونکر چلیگا اور وہ پہلی سی عزت ہمیں کیونکر حاصل ہوگی اور اگر نہیں مانتے تب بھی محروم رہ جاتے ہیں لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی بناوٹی عزت کو سنبھالنے کی خاطر ان غریب اور شکر گزار بندوں پر جو اللہ تعالیٰ کے فعل کو قبول کرنے کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھتے تھے طعنہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں جی! یہ لوگ تو حق سمجھ گئے اور ہم نہ سمجھے۔ اگر یہ حق ہوتا تو پہلے ہم مانتے اگر یہ کوئی اچھی بات تھی تو اللہ تعالیٰ پہلے ہمیں اس کی ہدایت کرتا یہ تکبر کا کلمہ ان کو اور بھی ہلاک کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :- ولقد فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشٰکرین - اور ہم نے انہیں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمایا ہے تاکہ ایک گروہ کہے کہ کیا یہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم سب میں سے احسان کیا ہے انہیں کہدے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے شکر گذار بندوں کا سب سے زیادہ واقف نہیں ۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جانتا ہے اسکے نزدیک غریب اور امیر سب ایک ہیں وہ تو اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو شکر گذار ہوتے ہیں اُسکے نزدیک تو وہی لوگ قابل ہوتے ہیں جو کام کرتے اور پھر شکر کرتے ہیں جو دل کے حلیم ہوں جو اپنے آپ کو ہر ایک بڑائی سے علیحدہ سمجھیں ۔

اسجگہ پر یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ خادموں کو نہیں جانتا یا اللہ تعالیٰ عمل کرنیوالوں کو نہیں جانتا بلکہ یوں فرمایا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ شکر گذاروں کو نہیں جانتا یعنی ایسے عامل جو اپنے عمل پر فخر نہیں کرتے بار بار اُسے یاد نہیں دلاتے اور خدا اور اس کے رسول پر احسان نہیں جتاتے بلکہ عمل کرکے شکر کرتے ہیں کہ الٰہی تو نے ہمیں بھی یہ کام کرنے کی توفیق دی وہ نماز پڑھتے ہیں مگر نماز پڑھکر دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور بھی گر جاتے ہیں کہ مولا آپکے احسان ہے ہمیں یہ موقعہ ملا کہ آپ کی عبادت کر سکے وہ روزہ رکھتے ہیں مگر روزہ رکھکر لوگوں سے اپنے آپکو بڑا نہیں سمجھنے لگتے بلکہ اللہ تعالیٰ کیلئے شکر گذار ہوتے ہیں کہ اس نے ہمیں روزہ رکھنے کی توفیق عنایت فرمائی وہ زکوٰۃ دیتے ہیں مگر زکوٰۃ دیکر غریبوں پر احسان نہیں جتاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز کا اظہار کرتے ہیں کہ اس نے انہیں بھی توفیق دی کہ وہ زکوٰۃ دیں وہ حج کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ حاجی کہلائیں بلکہ اسلئے کہ اپنے خالق و مالک رب کی رضا حاصل کریں اور حج کے بعد ان کا دل اور بھی اللہ تعالیٰ کیطرف جھکتا ہے وہ دین کے لئے جہاد کرتے ہیں لیکن ان کے مونھ سے یہ کبھی نہیں نکلتا کہ دیکھو ہم دین کے ایسے خادم ہیں بلکہ وہ اور متواضع ہو جاتے ہیں اور خائف ہوتے ہیں کہ کہیں یہ طاقت ہم سے چھین نہ لیجائے غرض کہ جسقدر دین کے کام کرنیکا انکو موقعہ ملتا ہے۔ بجائے اپنی بڑائی جتانے کے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر ادا کرتے ہیں اور اس کی ثنا اور حمد میں لگ جاتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے گو اسوقت کے بڑے لوگ یہی کہتے رہتے ہیں کہ اگر یہ حق ہوتا تو پہلے ہم قبول کرتے اگر یہ حق ہوتا تو ہم اس کی شہادت دیتے ان ذلیل اور ادنیٰ اور جاہل لوگوں کو حق کی سمجھ کیونکر آسکتی تھی ہم بڑے سمجھدار لوگ ہیں جو بات ہمنے نہیں مانی وہ حق کیونکر ہو سکتی ہے مگر یہ لوگ حق کو نہیں چھوڑتے ۔

کچھ لوگ بیچارے اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ جو باوجود عوام الناس میں سے ہونیکے ان بڑوں کے ساتھ ملجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں درست تو ہے اگر یہ تغیر حق ہوتا تو فلاں فلاں شخص کو کیوں ہدایت نہ ہوتی مگر افسوس ان فریب خوردوں پر کہ یہ لوگ اپنی عزت آپ برباد کرتے ہیں اور اپنی آزادی آپ کھوتے ہیں افسوس ان غلطی کے شکاروں پر کہ یہ اپنی بھلائی کے موقعہ کو خود ہی ہاتھ سے جانے دیتے ہیں ۔

کوئی انکو اسقدر تو سمجھائے کہ ہر ایک شخص اپنی قبر میں جائیگا وہاں یہ سوال نہ ہوگا کہ فلاں بات میں تم کس کے متبع تھے بلکہ یہ سوال ہوگا کہ فلاں مسئلہ میں تمہارا کیا خیال تھا یہ عذر قطعاً نہ سنا جائیگا کہ چونکہ فلاں فلاں شخص نے نہیں قبول کیا ہمنے بھی قبول نہ کیا بلکہ حشر کے دن زمین و آسمان کا خدا جنت و دوزخ کا خدا جن و انس کا خدا اپنے جاہ و جلال کے تخت سے یہ سوال کریگا کہ میں نے تم سب کو دماغ دیا تھا جو ہر ایک بات کو خود سمجھ سکتا تھا میں نے تم کو عقل دی تھی جو ہر امر میں خود فیصلہ کر سکتی تھی میں نے تم کو کان اور آنکھیں دی تھیں کہ خود ہر ایک بات کو سنو اور ہر ایک امر کو دیکھو اور اپنا فیصلہ آپ کرو میں نے تم کو زبان دی تھی کہ اگر کوئی بات نہ سمجھ میں آوے تو دوسروں سے پوچھو اور کانوں سے سنکر دل میں تدبر کرو پھر تم نے کیوں میرے ان انعامات سے فایدہ نہ اُٹھایا کیوں میرے احسانات کی ناشکری کی کیوں میرے فضلوں کی حقارت کی کیا صرف اسی لئے کہ چند بڑے آدمی میرے کام کے مخالف تھے کیا میں وہ خدا نہیں جس نے بہت سے بزعم خود بڑے بننے والوں کو چھوٹا کر دیا۔ اور حقیر اور جاہل نادان قرار دئے گیئوں کو انبیاء اور اولیاء اور خلفاء کا متبع بنا دیا پھر تم نے کیوں نہ موقعہ کو سمجھا اور وقت کو پہچانا اور میرے احسانات کی قدر کی میں تم کو بڑا بنانا چاہتا تھا اور ان لوگوں کو جو تم کو جاہل اور نادان کہتے تھے چھوٹا کرنا چاہتا تھا مگر تم نے میری ہدایت پر عمل نہ کیا اور میرے بتائے ہوئے راستہ پر نہ چلے۔ اس لئے جاؤ اپنے بوجھ اٹھاؤ کہ مجھ سے تمہارا کچھ تعلق نہیں ۔

ایک ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام نے ایک سب کمیٹی مقرر فرمائی ہے جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ ہندوستان بھر کے ایسے مقاموں میں جہاں کہ احمدی افراد کثرت سے رہتے ہیں پرائمری مدارس قائم کرنے کی عملی اور علمی تجاویز سوچے ان مدارس کے کھولنے کی غرض یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ کا ہر ایک فرد دنیوی تعلیم کے علاوہ نماز روزہ اور تمام احکام شرعی کا علمی اور عملی طور پر پورا پورا پابند ہو اور سلسلہ حقہ کی تمام کتابوں کو پڑھ سکے - دوستو! روئیدگی وہاں ہی ہوتی ہے جہاں کہ بارش ہو مگر یہ بھی یاد رہے کہ ریگستان میں بارش بھی اس فصل کو پورا نہیں کر سکتی ۔ روحانی بارش کا بھی یہی حال ہے وہ بھی انہی دلوں کو سرسبز و شاداب کر سکتی ہے جو کہ بے علمی کے ریگستان سے پاک ہوں۔ پھر علم کے رنگ میں جو چیز آتی ہے وہ اپنا علیحدہ ہی رنگ رکھتی ہے مثلاً جراحی ، موسیقی ۔ کفش دوزی اور بافی کے پیشوں کو ہی لیں - جب یہ پیشے علم کے ماتحت ظہور پذیر ہوئے تو شرفاء نے بھی انہیں اختیار کر لیا - حالانکہ اس سے پہلے انہی پیشوں کو رذیل اقوام بھی اختیار کرنا موجب عار سمجھتی تھیں اور قہر درویش برجان درویش کے مصداق ہو کر بری بھلی طرح اپنے پیٹ کو بھرنے کے لئے اختیار کر لیتی تھیں بارشوں کے نہ ہونے سے کنوؤں کا پانی بھی بہت نیچے چلا جاتا ہے اور متعفن بھی ہو جاتا ہے - اور بارش کے ہونے پر ان کا پانی اوپر آ جاتا ہے اور صاف ہو جاتا ہے لیکن جہاں کنوئیں ہی نہ ہوں وہاں بارش کیا کام کر سکتی ہے - ہاں اگر خوش قسمتی سے ریگستانی زمین نہ ہو تو جوہڑ یا تالاب پر ہو جاتے ہیں جو کہ بہت جلد یا تو خشک ہو جاتے ہیں یا متعفن ہو کر بدبودار ہو جاتے اور اپنی عفونت سے ملیریا اور دیگر جراثیم کا باعث ہو کر خطرناک بیماریوں کا موجب ہوتے ہیں یہی ان لوگوں کا حال ہے جو علم سے تو بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں اور آسمانی تعلیم سے کچھ مدت کے لئے خوب سیراب ہو کر مستفیض ہو جاتے ہیں مگر تھوڑی مدت کے بعد ان کا بھی حال اوس جوہڑ یا تالاب کا سا ہو جاتا ہے - تعلیم سے ناواقفیت دینی مشاغل میں ایک بڑی روک ہے - ہاں وہ علم بھی بے سود ہے جو کہ دینی رنگ میں رنگین نہ ہو اس لئے حضرت اقدس نے جا بجا سکول کھولنے کی تاکید فرمائی ہے - اور اس میں دینی تعلیم کو جزو اعظم قرار دیا ہے - اور آپ نے اس انجمن کے ممبر - ماسٹر محمد دین صاحب بی اے (علیگ) سینیر ٹرینڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب - حافظ روشن علی صاحب - سید محمد اشرف صاحب ہیڈ کلرک انسپکٹر مدارس راولپنڈی - ماسٹر محمد طفیل صاحب بٹالہ اور خاکسار کو مقرر فرمایا ہے - میں اختصار کے ساتھ مفصلہ ذیل قواعد و ضوابط تعلیم پنجاب کے امدادی مکاتب و قصباتی مدارس کے متعلق لکھتا ہوں ہر ایک احباب اپنے اپنے مناسب حالات کے مطابق جہاں جہاں اور جس جس قسم کے مکاتب یا مدارس کھولنا چاہیں خاکسار کو جلد مطلع فرما دیں وہو ہذا

پرائمری مدارس دو قسم کے ہوتے ہیں خواہ وہ امدادی ہوں یا غیر امدادی - اوّل امدادی مکتب دوسرے قصباتی امدادی مدرسے (الف) تعریف امدادی مکتب - امدادی مکتب جن کا نصاب تعلیم پرائمری مدرسہ کی مجوزہ پڑھائی سے زیادہ سادہ ہوتا ہے اس کی شرائط مفصلہ ذیل ہیں :-

(۱) مدرسہ کی روزانہ اوسط حاضری چھ سے کم نہ ہو (۲) طلباء کو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی حساب سکھایا جاتا ہے (۳) مکاتب میں ایک وقت میں کم سے کم ڈیڑھ گھنٹہ دنیوی تعلیم کا ہونا ضروری ہے (۴) امداد سرکاری فی لڑکا مبلغ عا روپیہ سالانہ ہوگی (۵) جہاں کسی قسم کی دستکاری سکھائی جاوے وہاں ہر ایک طالب علم کے لئے فی مضمون دستکاری کے حساب سے مبلغ صر روپیہ زاید امداد ملیگی (۶) جو استاد ورنیکلر یا اینگلو ورنیکلر مڈل پاس ہو اس کی سرکار سے مبلغ صر ماہوار امداد ملیگی اور پرائمری پاس شدہ استاد کی مبلغ للعہ روپیہ ماہوار امداد ملیگی (۷) جب کسی نئے مدرسے کو قائم ہوئے تین مہینے گذر جائیں تو ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کے معائنہ کی قابل اطمینان رپورٹ اور صاحب انسپکٹر کی سفارش پر مبلغ صر روپیہ ماہوار بطور گذارہ کے مل سکتے ہیں (۸) افسر معائنہ اس امر کے مجاز ہیں کہ سالانہ معائنہ کے موقعہ پر کرایہ مکان اسباب کتب و آلات کی لاگت کی نصف مقدار تک امداد عطا کریں اور جو امداد استقامت مدرسے نے حاصل کی ہو اس کے ساتھ اسے شامل کریں (ب) قصباتی مدارس جن کی تعلیم موجودہ اینگلو ورنیکلر طریق پر سوائے انگریزی کے ہوتی ہے (۱) طلباء کی روزانہ اوسط حاضری بیس سے کم نہ ہو (۲) فیس لوکل گورنمنٹ کے سکولوں کے مطابق اس سکول کی ہو نہ زیادہ ہو نہ کم - (۳) ہر ایک طالب علم کے لئے بلحاظ اوسط حاضری حصہ لوئر پرائمری کے لئے مبلغ عا روپیہ سالانہ ہے اور حصہ اپر پرائمری کے لئے مبلغ للعہ روپیہ سالانہ ہے (۴) سند یافتہ معلم کو اس کی تنخواہ کی ایک تہائی کی شرح سے امداد معلمی دی جائے گی (۵) نارمل پاس شدہ معلم کو کم از کم مبلغ صہ روپیہ تنخواہ ماہوار دینی پڑیگی (۶) جن اضلاع میں تعلیم کا شوق کم ہے وہاں کی امداد اُن اضلاع کی امداد سے زیادہ ملسکتی ہے جہاں کی تعلیم کا زیادہ شوق ہے -

زنانہ سکول

(۱) گرل سکول کی اوسط حاضری پندرہ تک ہے (۲) پرائمری پاس شدہ اُستانی کی سرکاری امداد مبلغ سے اور مڈل پاس شدہ اُستانی کو مبلغ سے روپیہ ماہوار ملیگی (۳) فی لڑکی کی اوسط حاضری کے حساب سے مبلغ للعہ روپیہ سالانہ امداد ملیگی (۴) جہاں دستکاری سکھائی جاتی ہو وہاں مبلغ عمر روپیہ کی زائد امداد ملیگی (۵) گھر میں تعلیم پانے والی جماعتوں کی بھی امداد ہو سکتی ہے ؛

نوٹ :- احمدی احباب جو اینگلو ورنیکلر یا ورنیکلر پرائمری یا مڈل کی سندات رکھتے ہیں اور پرائمری سکولوں میں ملازمت اختیار کرنی چاہتے ہیں اپنی اپنی سندات کی نقول بھیجدیں ہر ایک امیدوار مدرس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن شریف پڑھنے اور پڑھانے کی پوری استعداد رکھتا ہو - بصورت دیگر کچھ مدت قادیان میں رہ کر دین سیکھنا ہوگا - دین سے واقفیت رکھنے والوں کو ترجیح دی جاوے گی ؛

نوٹ :- شاخہائے انجمن کے سکرٹریوں کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ اعلان جمعہ پڑھنے کے بعد احباب کو سُنا دیں ؛

خاکسار عبدالعزیز ٹیچر و سکرٹری کمیٹی تعلیم از قادیان

رویاء خیرالدین چوکیدار نے یہ خواب دیکھا اور غیر احمدی سے احمدی بن گیا - ۱۳ و ۱۴ مارچ کی درمیانی شب کو دو بجے کے قریب دیکھا کہ قریباً تیرہ چودہ کرم کی چوڑائی میں پانی مشرق سے مغرب کو بہ رہا ہے جس کا درمیانی حصہ قریباً دس بارہ فٹ بہت گہرا ہے جو نیلگوں نظر آتا ہے اور باقی پانی دونوں طرف قریباً ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ ہے یہ سب پانی خوب زور سے بہ رہا ہے جو درمیانی گہرا حصہ ہے اس کے شمالی کنارہ پر حضرۃ خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں اور لوگ بکثرت اس شمالی پہلو کے مشرق و مغرب اور شمال غرض ہر طرف سے آ رہے ہیں اور چھوٹے پانی سے گذر کر بڑے پانی میں سے پار گذرنے کے لئے حضرۃ خلیفۃ المسیح ممدوح کے پاس حاضر ہو رہے ہیں جو شخص آتا ہے اس سے حضور دریافت فرماتے ہیں کہ محمود احمد صاحب کی پرچی تمہارے پاس ہے یا نہیں پس جو شخص اپنی پرچی نکالکر دکھا دیتا ہے اسے اس پانی میں سے گذرنے کی اجازت دیتے ہیں جب وہ گذرنے لگتا ہے تو وہ گہرا پانی بھی اسے ویسا ہی ڈیڑھ فٹ کے قریب گہراؤ کا پاتا ہے اور صحیح سلامت پار گذر جاتا ہے اور جس شخص کے پاس حضرت میاں صاحب کی پرچی موجود نہ ہوا اسے حضور پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتے ہیں جو لوگ آپکے ہٹانے سے نہیں ہٹے وہ اس گہری پانی میں ڈوب کر بہ گئے اور پانی انہیں کھینچ لے گیا اس وقت ان کے چہرے بالکل بدل گئے اور لمبے لمبے موٹے ہو گئے - تین آدمی واپس ہوئے تھے اور چار یا پانچ آدمی ڈوب کر بہ گئے تھے " پھر آنکھ کھل گئی ؛